انوارِ شریعت
سُنّی دارالاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ
فیصل آباد پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ

ہزاروں مسائل کی معلومات کا خزینہ

جامع الفتاویٰ

المعروف

انوارِ شریعت

حصہ نہم تا شانزدہم

از افادات

- مجدد اسلام شاہ احمد رضا خانصاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ
- حجۃ الاسلام حضرت شاہ حامد رضا خانصاحب بریلوی رحمتہ اللہ علیہ
- صدر الافاضل حضرت مولانا سید نعیم الدین صاحب مراد آبادی رحمتہ اللہ علیہ
- شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد سردار احمد صاحب لائلپوری رحمتہ اللہ علیہ
- مناظر اسلام حضرت مولانا نظام الدین صاحب ملتانی رحمتہ اللہ علیہ

مرتبہ: مولانا محمد اسلم علوی قادری رضوی

الناشر: سنی دار الاشاعت
علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ لائلپور

بار اول ——— سنہ ۱۹۷۲ء سنہ ۱۳۹۲ھ

تعداد ——— ایک ہزار

ناشر ——— سُنّی دارالاشاعت ڈجکوٹ روڈ لائلپور

مطبوعہ ——— دین محمدی پریس لاہور

کتابت ——— غلام سرور قادری رضوی

قیمت ——— قسم اول مجلد ۱۶ روپے

مجلّد چرمی ۲۵ روپے

پہلے جبکہ تھا تو اس مرد و عورت پر فرض ہے کہ فوراً ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جائیں لیکن جو اولاد وہ اس آدمی کی ہے اور اس عورت سے کے ان بچوں کی پرورش کے اخراجات اس مرد پر ہیں۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم

ﷺ ایک سوال کا جواب:۔ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جونیہ کلابیہ سے نکاح فرمایا اور اسما بنت نعمان جونیہ کندیہ سے نکاح فرمایا مواہب لدنیہ اور اس کی شرح زرقانی میں ہے الثالثۃ عمرۃ بفتح العین بنت یزید ابن الجون بفتح الجیم الکلابیہ وقیل عمرۃ بنت یزید بن عبید ابن اوس بن کلاب الکلابیہ وقال ابو عمر بن عبد البر وھذا اصح فی نسبھا تزوجھا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (الی ان قال) فطلقھا اور نیز مواہب لدنیہ وزرقانی میں ہے الرابعۃ اسماء بنت نعمان بن جون وھی الجونیۃ وروی البخاری ان بنت الجون لما ادخلت علیہ صلی اللہ علیہ وسلم ودنا منھا قالت اعوذ باللہ فقال لھا لقد عذت بعظیم الحقی یا ھلک قال ابو عمر ابن عبد البر اجمعوا علی ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تزوجھا نیز اسی میں ہے قیل اسمھا امیمۃ بنت شرجیل فلما ادخلت علیہ بسط یدہ الیھا فکانھا کرھت ذلک فامر ابا اسید ان یجھزھا ویکسوھا ثوبین الخ مواہب لدنیہ صفحہ ۲۶۲ و ۲۶۳ جلد ۳۔ مذکورہ بالا عبارتوں سے واضح ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عمرہ جونیہ سے نکاح فرمایا اور اسماء جونیہ یا امیمہ یا امامہ سے نکاح فرمایا ان کے نام میں اختلاف ہے بعض فرماتے ہیں ان کا نام اسماء ہے بعض فرماتے ہیں امیمہ بعض فرماتے ہیں امامہ اسی لئے ان تینوں ناموں کا ذکر ایک ہی جگہ کیا ہے جب نکاح ثابت ہے تو پھر کیا اعتراض شیعہ روافض کی زیادتی ہے کہ حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اعتراض کرتے ہیں۔

مکرمی مولانا صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ مولوی عبد الغنی صاحب کی طرف آپ نے جو خط ارسال کیا تھا اس کا مطالعہ کیا اس میں آپ نے جن شبہات کا ذکر کیا ان کا جواب ذیل میں عرض کیا جاتا ہے اس کا بنظر غائر مطالعہ کریں بخاری شریف کتاب الطلاق صفحہ ۷۹۰ جلد ۲ پر حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر فرمائی اس پر شیعہ بے دین نے اپنی کم فہمی اور کور باطنی سے جو اعتراض کیا اسکا جواب باصواب تسلی بخش تسکین دہ روانہ کیا گیا اس جواب کو اور بخاری شریف کو اگر شیعہ ایمانی نظر سے دیکھتا اور آپ بھی غور سے مطالعہ کرتے تو تسلی پاتے اور شبہات میں نہ پڑتے جواب میں مواہب لدنیہ زرقانی کے حوالوں سے بتایا گیا

تھا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالے علیہ وسلم نے جونیہ امیمہ بنت النعمان بن شرجیل سے نکاح فرمایا پھر طلاق دیکر زوجیت سے خارج فرمایا۔ شیعہ بے دین اور آپ پر لازم تھا کہ جب زرقانی کے حوالہ سے نکاح پر علماء کے اجماع واتفاق کا ذکر کیا گیا تو اس اجماع کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے اور اپنی توہمات باطلہ کی پیروی میں اجماع علماء کی بے قدری نہ کرتے کیا آپ کو معلوم نہیں کہ اجماع دین میں یقینی حجت ہے۔ آپ نے اپنے خط میں یہ شبہ پیش کیا کہ نہ راوی حدیث نے نکاح کا ذکر کیا اور نہ امام بخاری نے تو اس سے ثابت کیا کہ نکاح ہوا ہی نہیں سراسر غلط ہے چند وجوہ سے اعتبار کے ناقابل التفات

۱ :- عدم ذکر عدم وجود کو مستلزم نہیں امام بخاری وراوی حدیث رضی اللہ تعالے عنہما نے اگر آپ کے خیال میں نکاح کا ذکر نہیں فرمایا تو کیا حرج ہے جس مسئلہ پر اجماع واتفاق ہے اس کا ہر کتاب میں مذکور ہونا کیا ضروری۔ عدم ذکر سے عدم وجود سمجھنا کہاں کی عقلمندی نظم قرآن میں تو تعداد رکعات نماز مقادیر زکوٰۃ ذکر نہیں کیا گیا تو کیا جناب کے خیال میں تعداد رکعات کا نفس الامر میں وجود نہیں نفس الامر میں حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک لاکھ چوبیس ہزار یا اس سے کم وبیش ہیں مگر قرآن کریم کے نظم میں سب کا ذکر نہیں تو کیا مذکورین فی القرآن کے علاوہ سب کے وجود سے آپ منکر ہیں۔ العیاذ باللہ تعالے۔

۲ :- طلاق نکاح کی فرع ہے نکاح کے بغیر طلاق کا کوئی مفہوم ہی نہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو کتاب الطلاق میں ذکر فرما کر اس امر کو واضح کر دیا کہ میرے نزدیک بھی یہ عورت حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجیت کے شرف سے نوازی گئی نیز اس حدیث سے پہلے حدیث (جسکی روایت حضرت ام المومنین صدیقہ بنت صدیق رضی اللہ تعالے عنہما نے فرمائی) میں صراحۃً امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت جونیہ کو الحقی باھلک فرما کر طلاق بائنہ دی۔ اگر امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی منکوحہ نہیں تھی تو الحقی باھلک کی روایت کا کیا مطلب بنے گا بغیر نکاح بھی طلاق ہوا کرتی ہے اس عورت کو اگر قبل دخول طلاق دی جائے تو وقت عقد یا بعد عقد اگر مہر کا تعین نہ ہوا ہو تو کپڑوں کا ایک جوڑا دینا واجب اور تعین کے ہونے کی صورت میں مستحب امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس حدیث میں ذکر فرمایا اکسھا رازقین والحقھا باھلھا اے ابو سعید اس عورت جونیہ کو کپڑوں کا جوڑا دے کر اس کے اہل تک پہنچا دو اگر یہ عورت حضور علیہ السلام کی منکوحہ نہ تھی تو جوڑا دینے کا کیا مطلب۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جوڑا محض تبرعاً کے طور پر دیا گیا ہو لیکن یہ دیگر دلائل نکاح

قائم ہونے کی وجہ سے وجہ مذکور پر محمول کرنا ہی انسب و الیق ہو۔
۳:- آپ کا یہ کہنا کہ امام بخاری اور راوی حدیث رضی اللہ تعالےٰ عنہما نے نکاح کا ذکر نہیں کیا دانستہ سکاری کو چھوڑ کر لاتقربوا الصلوٰۃ کی رٹ لگانے کے مترادف ہے کیونکہ بخاری شریف کی اس حدیث کے بعد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے صراحۃً نکاح کا ذکر فرمایا الفاظ حدیث کے یہ ہیں تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیمۃ بنت شراحیل بخاری صفحہ ۷۹۰، جلد ۲۔ آپ نے حدیث کے ابتدائی الفاظ کا مطالعہ تو کرلیا اور حدیث کے دوسرے ٹکڑے کو بالکل نظر انداز کرتے ہوئے بخاری شریف پر اعتراض جڑ دیا رہا یہ شبہ کہ اگر نکاح ہو چکا تھا تو اس عورت نے اعوذ باللہ منک کیوں کہا جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ آپ نے سرور کائنات صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کو عامۃ الناس کی مثل سمجھ کر یہ اعتراض کیا کہ جیسے ما و شما نکاح میں ایجاب و قبول کے اور عورت یا اسکے ولی کی اجازت کے محتاج ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم بھی ایسے ہی ہیں حالانکہ یہ عقل و نقل کے خلاف ہے سرکار دو عالم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم سارے جہان کے مالک باذن اللہ ہیں سارا جہان اور ساری خدائی حضور کی مملوک۔ مالک مملوک سے اجازت نہیں لیتا جب چاہے جہاں چاہے اپنی مملوکہ اشیاء میں تصرف کرے سرکار دو عالم جس عورت سے نکاح فرمانا چاہیں اسکی یا اسکے ولی کی اجازت کے قطعاً محتاج نہیں۔ عورت میں رغبت فرمانا ہی آپ کے حق میں نکاح ہے عورت کو اسکا علم ہو یا نہ ہو عمدۃ القاری شرح بخاری صفحہ ۵۳ جلد ۹ پر ہے لہ صلی اللہ علیہ وسلم ان یتزوج من نفسه بلا اذن المرأۃ و ولیها اسی طرح علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فرمایا حاشیہ نمبر ۱۱ البخاری صفحہ ۷۹۰، جلد ۲ جب یہ امر ثابت مبرھن ہو چکا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطور خود عورت سے اجازت لئے بغیر اپنا نکاح فرما سکتے ہیں تو کیا بعید کہ یہ نکاح بھی اسی طریق پر ہوا ہو اور عورت نے نکاح کا علم نہ رکھنے کی وجہ سے اور حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ پہچاننے کی بنا پر اس قسم کا روکھا جواب دیا ہو چنانچہ علامہ عینی رحمۃ اللہ علیہ عمدۃ القاری میں صفحہ ۵۳ جلد ۹ پر تصریح فرماتے ہیں لم تعرف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وکانت بعد ذلک تسمی نفسها بالشقیۃ اس عورت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچانا ہی نہ تھا اور بعد میں یہ اپنے آپ کو بدبخت کہا کرتی تھی بخاری شریف صفحہ ۸۴۲ جلد ۲ میں ہے کہ اس عورت نے جب یہ جواب دیا تو اس سے پوچھا گیا اتدرین من هذا قالت لا قالوا هذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کیا تو جانتی ہے کہ یہ کون ہیں عرض کی نہیں فرمایا یہ رسول اللہ صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم ہیں پھر عورت

نے کہا انا اشقی من ذٰلک میں تو پھر بڑی بدبخت ہوئی کہ آپ کی ذات اقدس کو اس قسم کا جواب دیا اور شرف
زوجیت سے نوازے جانے کے بعد محروم القسمۃ بنی۔ رہا آپ کا یہ اعتراض کہ اگر نکاح ہو چکا تھا تو آپ نے
ھبی نفسك کیوں فرمایا سو اسکا جواب یہ ہے کہ اس سے طلب اجازت برائے نکاح مقصود نہیں بلکہ
اخلاق کریمانہ کے طور پر محض اس عورت کے دل کو خوش کرنے کے لئے یہ الفاظ استعمال فرمائے تاکہ یہ سمجھے
کہ حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اسقدر مقبول بارگاہ بنایا ہوا ہے کہ باوجودیکہ میں محض آپ کے ارادہ
و رغبت سے منکوحہ ہو چکی ہوں پھر بھی آپ مجھ سے فرماتے ہیں ھبی نفسك چنانچہ امام قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ
نے فرمایا تطیبا لقلبھا حاشیہ بخاری ۲ صفحہ ۲۹۰ جلد ۲ عمدۃ القاری صفحہ ۲۳۴، جلد ۹ پر بھی یہ مضمون موجود ہے
کہ ہبی نفسک طلب اجازت نکاح نہیں فرمایا بلکہ تطییب قلب کے لئے اس کی مثال یوں سمجھئے کہ ہم جو
صدقات واجبہ یا نافلہ اہل حاجت کو فی سبیل اللہ دیتے ہیں اس سے ہمارا مقصود صدقہ واجبہ میں بری الذمہ
ہونا اور نافلہ میں صرف ثواب حاصل کرنا ہے کسی کو قرض کے طور پر ہرگز نہیں دیتے مگر اللہ تعالے نے اپنے
فضل و کرم سے اسے قرض فرمایا ہے فاقرضوا اللہ قرضا۔ من ذا الذی یقرض اللہ قرضا حسنا یہ بھی محض
تطییب قلب کے لئے ہے آپ نے سوقیہ کا معنی بازاری شخص کیا ہے حالانکہ یہ ترجمہ لفظ سوقی کا ہے سوقیہ کا معنی
رعیت ہے واحد ہو یا جماعت ہکذا کتب شیخنا شیخ المحدثین قدوۃ العارفین العلامہ ابوالفضل محمد سردار احمد
القادری الرضوی الچشتی البریلوی لازالت شموس افضالہ طالعہ علی حاشیۃ البخاری سیدالکریمہ جونیہ امیمۃ بنت
النعمان جونیہ صحابیہ ہیں رضی اللہ تعالے عنہا ان سے حضور علیہ السلام کی شان میں قصداً گستاخی نہیں ہوئی کہ گرفت ہو
آپ کو نہ پہچاننے کی وجہ سے خطا ہوئی بعد میں بے حد نادم اور شرمندہ ہوئیں اور اپنے آپ کو بدبخت کے
الفاظ سے یاد فرمانے لگیں ان کی شان میں یا ان کے علاوہ کسی اور صحابی یا صحابیہ رضی اللہ تعالے عنہم کی شان
میں گستاخی تبرا ہے اور گستاخی کرنے والا رافضی ہے مجھے بے حد افسوس ہے کہ آپ نے اس خط میں شبہات کے
ضمن میں حضرت جونیہ رضی اللہ تعالے عنہا کو بے ادب اور بے تہذیب نالائق جیسے ناپاک وملعون الفاظ
کہہ کر اپنے رافضی ہونے کا ثبوت دیا۔ مولانا غوث بخش صاحب (اللہ تعالے آپ کو سنی بنائے روافض
کے ناپاک خیال سے بچائے، یہ کام تو شیعہ ملعونہ کا ہے یا وہابیہ دیابنہ مخذولہ کا کہ صحابہ کرام و محبوبان حق
رضوان اللہ تعالے علیہم کی شان میں ان کے مقدس حالات کو قلت فہم کی بنا پر سمجھنے کے لئے فوراً اعتراض
جڑ کر اللہ تعالے اور اسکے رسول صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی ناراضگی کا موجب بنتے ہیں آپ کو چاہیئے

تھا کہ شیعہ ملعون کو راغب الی السنۃ کرتے نہ کہ اسکی محبت کے اثر سے خود اسکی طرح صحابیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شان میں گستاخی کر بیٹھتے آپ کے دادا کی شان میں اگر آپ کے والد صاحب کوئی بے ادبی کا کلمہ کہدیں تو میرے خیال میں اگرچہ آپ کے والد نے قصداً ایسا کیا ہو اور شرمندہ بھی نہ ہوئے ہوں تو بھی آپ اپنے والد صاحب کو ان کے احترام کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایسے ملعون الفاظ سے یاد نہ کریں گے تو یہ کیا وجہ ہے کہ ایک صحابیہ کی شان میں گستاخی کر کے حق و دیانت کا خون کر رہے ہیں کہاں آپ کے باپ کی عزت اور کہاں صحابیہ رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی۔ لاکھوں عزتیں اور کروڑوں شرافتیں صحابیہ کی خاک پا پر قربان و نثار ہیں اب مضمون کو ختم کر کے آپ سے عرض کرتا ہوں کہ آپ ضرور اور جلدی توبہ کریں اللہ تعالےٰ توفیق دے۔ واللہ تعالےٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

۲۱ ایک سوال کا جواب:۔ صورت سوال سے ظاہر یہ ہے کہ اس نکاح خواں کو یہ علم تھا کہ موقع ضرور محل اشباہ ہے اس مولوی نکاح خوان نے بار بار تکرار کیا اس عورت کے رشتہ دار سابقہ نکاح پر متفق ہیں تو مولوی صاحب کو ضرور احتیاط برتنا تھا دوسرا نکاح ہرگز نہ پڑھانا تھا یہ اس مولوی نے بڑی سخت غلطی کی اور اپنی عزت کو خود خطرے میں ڈالا اس مولوی پر لازم ہے کہ اپنی اس ناجائز حرکت سے توبہ کرے ورنہ اسکے پیچھے نماز نہ پڑھیں اگر نکاح خواں مولوی تفتیش کرے اور اسے اطمینان بھی ہو جائے اسکا پہلے نکاح نہیں تو اس صورت میں نکاح پڑھنا جرم نہیں مگر جب کہ اسکا چرچا ہو کہ اس عورت کا پہلے نکاح ہے تو اس صورت میں احتیاط لازم ہے اور اس مولوی نکاح خواں نے احتیاط نہیں کی نکاح نہیں ہے یہ نفی ہے اور نفی پر گواہی گذرانے کا کیا مطلب اور اگر وہ مولوی دیوبندی ہے وہابی عقیدے کا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہرگز ہرگز جائز نہیں نمازیوں پر لازم ہے کہ سنی صحیح العقیدہ پابند شریعت مطہرہ کو امام رکھیں اور اسکے پیچھے نمازیں ادا کریں اور صورت مذکورہ میں اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے تو ان پر لازم ہے کہ توبہ کریں جھوٹی گواہی دینے والا سخت گنہگار ہے اور مستحق نار ہے اللہ تعالےٰ توبہ کی توفیق عطا فرمائے۔ واللہ تعالیٰ ورسولہ الاعلیٰ اعلم۔

سوال ۲۲:۔ ایک لڑکی نے خود بخود اپنا نکاح کر لیا یہ نکاح ہوا یا نہیں بالغ لڑکی کے خود مختار رہنے کا ثبوت کیا ہے اور مشکوٰۃ شریف کی صحیح حدیث ہے ایما امرأۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فنکاحھا باطل باطل باطل کا مطلب کیا ہے۔ بینوا توجروا۔